بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بِسمِ اللہِ ، وَ اَلْحَمْدُ للہ ، وَالْصَّلاۃُ وَالْسَّلامُ عَلٰي رَسُوْلِ اللہ صَلَّي اللہُ عَلَيْہِ وَعَلٰي اٰلِہِ وَصَحْبِہِ وَمَنْ وَّالاہُ أَمَّا بَعْدُ:

047:عاشوراء کادن۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

﴿فَاصۡبِرۡ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الۡعَزۡمِ مِنَ الرُّسُلِ﴾(الاحقاف:35)

اور صحیح بخاری، مسلم میں اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں "كَانَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ تَصُومُهُ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ"۔

اور صحیح بخاری میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ پہنچے انہوں نے دیکھا کہ یہود عاشوراء کے دن کا روزہ رکھتے ہیں تو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا کہ اس دن کا روزہ یہ لوگ کیوں رکھتے ہیں؟ تو یہودیوں نے کہا کہ یہ اچھادن ہے اسی دن میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون کے عذاب سے نجات دی ہے تو موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے اس دن کا روزہ رکھا یعنی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے۔ تو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "فَأَنَا أَحَقُّ بِمُوسَى مِنْكُمْ" (میں تم لوگوں سے زیادہ حق رکھتا ہوں موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے متعلق)۔

آج کے خطبے کا موضوع ہے عاشوراء کا دن۔ عاشوراء کا دن کیا ہے؟ اس کی کیا فضیلت ہے؟ کیا اہمیت ہے؟ اس دن میں وہ کون سے مسنون اعمال ہیں جو کیے جا سکتے ہیں؟ موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا مختصراً قصہ کیا ہے؟ اور اس دن کے متعلق بعض اہم بدعات کا ذکر کریں گے۔

جیسا کہ آپ نے سماعت فرمایا کہ عاشوراء کے دن کی اہمیت ہے شریعت میں اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس دن کا ذکر ہے لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض لوگ اس دن کی اہمیت کو تو جانتے ہیں لیکن اس دن میں کیا کرنا ہے، یہ نہیں جانتے۔ وہ کون سے مسنون اعمال ہیں جو کرنے ہیں، اس کی پرواہ نہیں کرتے اور اس سے بھی زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض لوگ مختلف بدعات اور خرافات اس دن میں کرتے ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کر رہے ہیں۔ جہاں پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بیان فرمایا ہے کہ اس دن کی فضیلت کیا ہے اور کیوں ہے اسی طریقے سے یہ بھی بیان فرمایا ہے واضح الفاظوں میں کہ اس دن میں کون سا عمل کرنا ہے بلکہ یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ اس دن میں وہ کون سا سب سے افضل عمل ہے جو اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے اور کیسے کرنا ہے یہ بھی بیان فرمایا ہے۔

عاشوراء کا دن کون سا دن ہوتا ہے؟ عاشوراء کا مطلب ہے دس عشرہ سے اور یوم دن کو کہتے ہیں، محرم کی دس تاریخ کو عاشوراء کا دن کہا جاتا ہے۔ اس دن کی اہمیت کیا ہے؟ اہمیت یہ ہے کہ اس دن کا اہتمام جاہلیت میں قریش بھی کرتے تھے، یہودی بھی کرتے تھے۔ اس کے اہتمام کے پیچھے راز کیا ہے کہ اس دن کی اہمیت ہے؟ آخر کوئی راز تو ہوتا ہے۔ آپ کے نزدیک کوئی چیز اہم ہوتی ہے اس کے پیچھے کوئی راز ہوتا ہے۔ عاشوراء کے دن کی اہمیت کے پیچھے جو راز ہے اس کا تعلق موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی۔ جیسا کہ حدیث میں میں نے ذکر کیا کہ جب

یہودیوں سے سوال کیا گیا کہ تم لوگ اس دن کا روزہ کیوں رکھتے ہو؟ تو انہوں نے واضح الفاظ میں جواب دیا کہ یہ ہمارے لیے اچھا دن ہے اسی دن میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون کے عذاب سے نجات دلائی ہے، سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام خوش ہوئے اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی ہیں اولوالعزم میں سے ہیں اللہ تعالیٰ سے اس خوشی کا اظہار شکرانے کے ذریعے سے کیا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اس دن کا روزہ رکھا۔

اہمیت کیا ہے؟ عاشوراء کا دن ہے اہمیت کیوں ہے؟ کیوں کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس دن کا روزہ رکھا تھا اور ہمارے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیاء علیہم السلام کے ساتھ چلنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ﴾(الانعام:90)

(اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جو ہدایت میں نے انبیاء علیہم السلام کو دی اسی ہدایت کی اتباع کرو، اقتداء کرو)

تو عاشوراء کے دن کی یہ اہمیت ہے اور یہ راز ہے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ عاشوراء کے دن کی اہمیت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ہے اس لیے اس دن کا روزہ رکھا جاتا ہے۔ یہ بہت بڑی غلط فہمی ہے کیوں کہ جب قریش جاہلیت میں عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے تب سیدنا حسین رضی اللہ عنہ پیدا نہیں ہوئے تھے۔ جب پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں آئے اور یہودیوں سے دریافت کیا کہ عاشوراء کے دن کا روزہ کیوں رکھتے ہو تب سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت نہیں ہوئی تھی۔ تو یہ عقیدہ رکھنا یا یہ نظریہ کہ عاشوراء کے دن کی اہمیت اور عاشوراء کے دن کا روزہ اس لیے رکھا جاتا ہے کیوں کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو یہ غلط نظریہ ہے اور غلط عقیدہ ہے۔ نہ صرف یہ دلائل اس کو ثابت کرتے ہیں بلکہ عقل سلیم بھی اس کو تسلیم کرتی ہے۔

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قصہ کیا ہے میں مختصراً بیان کرتا ہوں:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کے قصے بیان کیے ہیں صرف اس لیے نہیں کہ سننے والا سنے کہ قصہ ہے اور قصے ویسے بھی اچھے لگتے ہیں لوگوں کا اچھا وقت گزرتا ہے سنتے ہوئے کیوں کہ قصے میں جو خبریں ہوتی ہیں اور جو احداث ہوتے ہیں ان میں جو تبدیلیاں ہوتی ہیں تو سننے والے کا دل کرتا ہے کہ میں آخر تک سنوں اور اس کے ساتھ وہ منسلک ہو جاتا ہے لیکن قصوں کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ سنیں مزے سے اور بعد میں بھول جائیں۔ قرآن مجید میں جو قصص الانبیاء ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ عبرت کے لیے ہیں ان سے سبق حاصل کرو اور سب سے زیادہ قصے جو بیان کیے گئے ہیں قرآن مجید میں وہ بنی اسرائیل کے متعلق ہیں کیوں کہ ہم سے پہلے جو قوم تھی امت مسلمہ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو پہلے قوم تھی وہ بنی اسرائیل کی قوم تھی اسلام سے پہلے یہ آخری قوم تھی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے قصے زیادہ بیان فرمائے تاکہ ان کے جو اچھے عمل تھے یہ آنے والی امت بھی سمجھ جائے اور جو ان کے بُرے اعمال تھے ان سے یہ امت بھی رک جائے، عبرت ہے نصیحت کے لیے۔ اور ان ہی قصوں میں سے سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قصہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے اور میں بھائیوں اور بہنوں سے گزارش کرتا ہوں کہ قرآن مجید میں تفسیر ابن کثیر اور تفسیر ابن جریر طبری میں ان قصوں کو یا اس قصے کو خاص طور پر ایک دفعہ جا کر ذرا پڑھ لیں اگر زیادہ نہیں تو اس قصے کا جو نچوڑ ہے سورۃ الشعراء اور سورۃ القصص میں آپ کو آسانی سے مل سکتا ہے۔ ویسے تو تقریباً ستر سے زیادہ موقعوں پر اللہ تعالیٰ نے اس قصے کو بیان کیا ہے لیکن اگر ان دو جگہوں پر آپ دیکھ لیں تو آپ کے لیے آسانی ہو گی۔

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی اللہ تعالیٰ نے انہیں بنی اسرائیل کے لیے مبعوث فرمایا۔ بنی اسرائیل کون ہیں؟ یہ ایک قوم ہے جو اسرائیل کے بیٹے ہیں۔ اسرائیل کون ہے؟ سیدنا یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی سیدنا یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لقب اسرائیل ہے۔ اسرائیل کا مطلب؟ عبداللہ (اللہ تعالیٰ کا بندہ)۔ جیسے عربی میں عبداللہ ہے عبرانی میں اسرائیل ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا بندہ، یہ لقب ہے۔ کتنے بیٹے تھے یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے؟ بارہ بیٹے تھے ان بارہ بیٹوں میں ایک یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تھے جن کا قصہ اللہ تعالیٰ نے صرف ایک ہی سورۃ میں بیان فرمایا ہے سورۃ یوسف میں۔ بنی اسرائیل یہ بارہ بھائی ہیں یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے لیے مختلف انبیاء علیہم السلام بھیجے ان میں سے ایک سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ہیں۔

قصہ شروع ہوتا ہے مصر سے۔ بنی اسرائیل مصر میں پہنچے تھے، آپ کو یاد ہوگا سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قصے میں جب عزیز مصر نے ان کو وزیر خزانہ بنا دیا پھر قصے کے آخر میں ان کے والد آتے ہیں ان کے گھر والے آتے ہیں تو بنی اسرائیل اصل میں فلسطین میں رہتے تھے سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں ہجرت کر کے مصر کی طرف جاتے ہیں۔ ابتدائی دور میں ابتدائی ایام میں بنی اسرائیل بہت ہی معزز اور محترم قوم سمجھی جاتی تھی مصر میں کیوں کہ سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رشتے دار تھے لیکن وقت کے ساتھ ساتھ جب فرعون مر گیا اور فرعون کسی شخص کا نام نہیں ہے بلکہ فرعون ہر اس شخص کو کہتے ہیں جو مصر کا بادشاہ ہوتا ہے یہ لقب ہے اسے فرعون کہا جاتا ہے جیسا کہ حبشہ کے بادشاہ کو نجاشی کہا جاتا ہے اور روم کے بادشاہ کو قیصر کہا جاتا ہے، فارس کے بادشاہ کو کسریٰ کہا جاتا ہے اسی طریقے سے مصر کے بادشاہ کو فرعون کہا جاتا ہے۔ تو وہ فرعون مر گیا جو سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں تھا پھر آہستہ آہستہ دوسرا آیا پھر تیسرا آیا انہوں نے دیکھا کہ جو بنی اسرائیل ہیں وہ بڑے عہدوں پر فائز ہیں، یہ لوگ ہجرت کر کے آئے ہیں مصر کی طرف اور اکثر وزارتیں ملک میں جو اہم پوزیشنز ہیں، ساری کی ساری پر بنی اسرائیل فائز ہیں۔ تو اس فرعون نے کیا کیا؟ جتنے بنی اسرائیل تھے ان سب کو غلام بنا لیا اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ ان کو طرح طرح کے عذاب دیئے، اس عذاب میں تقریباً چھ سو سال رہے بنی اسرائیل پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے ایک نجات کا ذریعہ بنایا۔ چھ سو سال کی غلامی کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایک نبی موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا اور ان کو اس عذاب سے نکالا۔ وہ کیسے؟

فرعون نے ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ آگ نکلی ہے فلسطین سے اور اس کے محل کو اس آگ نے جلا دیا۔ اور اس زمانے میں جتنے بھی بادشاہ ہوتے تھے ان سب کے جو سب سے بڑے مشیر ہوتے تھے وہ جادوگر ہوتے تھے، سب سے زیادہ قریب اور سب سے بڑے مشیر جادوگر۔ کیوں؟ کیوں کہ وہ لوگ سمجھتے تھے کہ جو جادوگر ہیں وہ علم غیب جانتے ہیں اور کب جنگ کرنی ہے؟ کہاں کرنی ہے؟ کیسے کرنی ہے؟ کب ہمیں فتح ہوگی؟ تو ان لوگوں نے اپنے آپ کو ان جادوگروں کے حوالے کیا ہوا تھا۔ سب سے زیادہ مقرب اور سب سے زیادہ محترم جو شخصیت تھی اس زمانے میں وہ جادوگروں کی تھی اور جادوگروں کا وقار اور احترام ایسے کیا جاتا تھا جیسا کہ بادشاہ سلامت کا کیا جاتا ہے۔ تو جب اس خواب کی تعبیر پوچھی اپنے اس جادوگر مشیر سے تو اس نے کہا کہ ایک لڑکا پیدا ہوگا فلسطین میں اس سے آپ کے ملک کی تباہی ہوگی آپ کی بادشاہت کا خاتمہ اس شخص کے ہاتھوں ہوگا تو فرعون پریشان ہو گیا۔ بادشاہ تب پریشان ہوتے ہیں جب ان کا ملک ہل جاتا ہے جب وہ یہ دیکھتے ہیں کہ ہمارا ملک جانے والا ہے۔ اس نے یہ سوال کیا کہ وہ پیدا ہو چکا ہے یا نہیں؟ جادوگر نے کہا خواب سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ ابھی وہ پیدا نہیں ہوا یعنی مصر میں نہیں ہے

ابھی، پیدا نہیں ہوا۔ اچھا یہ لوگ ہیں کون؟ تو جادو گرنے کہا جو بنی اسرائیل فلسطین سے ہجرت کر کے آئے تھے ان ہی میں سے کوئی ہے اور اسی کے ذریعے ملک کا خاتمہ ہو گا۔ تو فرعون نے ایک قرار داد پاس کی عجیب و غریب جو پوری تاریخ میں سیاہی سے لکھی گئی ہے کہ ہر بچے کو جو نَر بچہ ہے اسے قتل کر دیا جائے، جو بھی پیدا ہوتا ہے پیدائش کے فوراً بعد قتل۔ وجہ کیا ہے؟ بھئی ملک کا خاتمہ ایک کی وجہ سے ہو گا سب کا کیا قصور ہے؟ ظلم کی انتہا اور اس سے بڑھ کر ضعف اور کمزوری کی انتہا دیکھیں۔ اسی فرعون نے کہا تھا کہ میں سب سے بڑا ربّ ہوں جیسے آگے قصے میں آئے گا اور دیکھیں ضعف کی انتہا دیکھیں کمزوری کی انتہا دیکھیں کہ جو بھی نرینہ بچے پیدا ہوتے ہیں جو بھی لڑکا پیدا ہوتا ہے اس کا سر قلم کر دو۔ پتہ کیسے چلے گا؟ جاسوس چھوڑے ہوئے تھے وہ گھر گھر میں جا کر دیکھتے تھے کہ کون سی عورت حاملہ ہے اس کا پیچھا کیا جاتا تھا جب تک کہ اس کا وضع حمل نہیں ہوتا تھا وہ دیکھتے تھے لڑکی ہے تو چھوڑ دیتے تھے اور اگر لڑکا ہے تو قتل کر دیتے تھے ماں کی آنکھوں کے سامنے۔ اسی زمانے میں موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی والدہ حاملہ تھیں اور ان کے پیٹ میں موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام تھے تو انہوں نے اپنے حمل کو چھپا دیا۔ کیسے چھپایا؟ زیادہ باہر نہیں جاتی تھیں اور زیادہ عورتوں کی طرف نہیں جاتی تھیں زیادہ عورتوں میں نہیں بیٹھتی تھیں۔ اور جب وضع حمل ہوا تو پتہ چلا کہ ابھی فوجی آئیں گے اور اس بچے کو قتل کر دیں گے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں یہ بات ڈالی کہ اس بچے کو ٹوکری میں ڈال کر دریا میں ڈال دو: ﴿فَأَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ﴾ (القصص:7)۔ اب ایک ماں کے لیے دیکھیں سبحان اللہ بچے کو ٹوکری میں ڈال کر دریا میں ڈالنا موت ہے کہ نہیں؟ اور ابھی فرعون کے فوجی آتے ہیں اور وہ قتل کرتے ہیں تو دونوں طرف سے موت ہی ہے لیکن کیوں کہ ان کے دل میں اطمینان ہوا کہ یہ جو راستہ ہے اس میں نجات کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ کون سا راستہ؟ دریا والا جو راستہ ہے۔ تو ایک ٹوکری لی اس میں اپنا نومولود بچہ جس کو ماں پیدائش کے بعد اپنے سینے سے لگاتی ہے یہ ایسی عظیم ماں تھی کہ اس نے اپنے بچے کو اس ٹوکری میں ڈال دیا اور اپنی بیٹی سے کہا کہ جا کر دیکھو یہ ٹوکری جاتی کہاں پر ہے، دور سے چھپ چھپ کر دیکھو کہ کہاں پر جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم تھا دریا، بہتا ہوا پانی لے گیا فرعون کے گھر۔ وہ کیسے؟ آپ جانتے ہیں ناں کہ جو بڑے لوگ ہوتے ہیں ناں وہ عام طور پر دریاؤں کے قریب اپنے محل بناتے ہیں اور فرعون کا بھی جو گھر ہے وہ اس دریا کے کنارے پر تھا، فرعون کا محل دریا کے کنارے پر تھا اور جو گھر کا پچھلے والا حصہ ہے وہاں دریا کے کنارے پر ایک باغ بنایا ہوا تھا تو ٹوکری جب وہاں سے گزری تو اس باغ کے پودے میں کہیں پر رک گئی۔ بچے کے رونے آواز آئی فرعون کی بیوی مومنہ عورت آسیہ رحمہا اللہ انہوں نے بچے کے رونے کی آواز سنی لونڈی کو حکم دیا جا کر دیکھا کہ ٹوکری ہے اس میں ایک بچہ ہے اس کو لے کر آئے دیکھتے ہی اس بچے سے پیار ہو گیا اور جو بھی شخص سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو دیکھتا تھا اسے پیار ہو جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّي وَلِتُصْنَعَ عَلَىٰ عَيْنِي﴾ (طه:39)

(میں نے لوگوں کے دلوں میں تیری محبت ڈال دی ہے اور اس لیے کہ تم میرے سامنے پرورش پاؤ)

سبحان اللہ، سوائے ایک شخص فرعون کے۔ اس کا تو دل ہی نہیں تھا دل ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں محبت ڈال دیتا۔ بہر حال، تو اس عورت نے دیکھا کہ پیارا بچہ ہے۔ اور فرعون کی اولاد بھی نہیں تھی یہ تعجب کی بات ہے کہ جو سب سے بڑا ربّ بنا ہے وہ اولاد کا محتاج ہے۔ قتل کرنا جانتا ہے قتل کر سکتا ہے دوسروں کی اولاد کو لیکن اپنے لیے اولاد پیدا نہیں کر سکتا۔ اب فرعون کی بیوی وہ بچہ لے گئی اور کہا کہ میں اس بچے کو پالنا چاہتی

ہوں﴿قُرَّتُ عَيْنٍ لِّي وَلَكَ﴾(القصص:9)(یہ ہم دونوں کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگا)۔تو فرعون نے دیکھا کہ بچہ ہے اب شک میں پڑ گیا کہ یہ گمشدہ بچہ کس کا ہے؟!قبطیوں کا بھی ہو سکتا ہے جو فرعونی ہیں اور بنی اسرائیل کا بھی ہو سکتا ہے لیکن شک زیادہ یہ تھا کہ بنی اسرائیل کا بچہ ہی ہوگا۔تو اس نے کہا نہیں اسے مارنا ہے تمہاری آنکھوں کی ٹھنڈک ہو سکتا ہے میری آنکھوں کی ٹھنڈک نہیں ہو سکتا۔یہاں پر نبی رحمت ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر فرعون یہاں پر کہہ دیتا کہ یہ بچہ تیری اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے تو کبھی کفر پر نہ مرتا اور واقعی اس کے لیے سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آنکھوں کی ٹھنڈک ہی بن جاتے۔

تو شروع سے ہی جب انکار کیا تو آخر تک انکار کرتا رہا۔آخر میں جب مجبور ہوا(انسان بعض اوقات بیوی سے مجبور بھی ہو جاتا ہے فرعون جیسا شخص بھی ہو جاتا ہے)اس نے کہا کہ تمہارے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک ہے میرے لیے نہیں ہے۔وہ گھر میں پلتے رہے بادشاہوں کے بیٹے کی طرح، سبحان اللہ۔دیکھیں جب کوئی ظالم چیلنج کرتا ہے ناں آپ جتنا بھی ظلم کر لیں اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے آپ بچ نہیں سکتے اور اللہ تعالیٰ ظالم کو اس جگہ سے پکڑتا ہے جہاں سے وہ سوچ بھی نہیں سکتا۔اب باہر بچے قتل ہو رہے ہیں کس لیے؟تاکہ اس کے ملک کا خاتمہ نہ ہو اور وہی بچہ اس کے گھر میں بادشاہوں کی طرح پرورش کر رہا ہے۔اسے کہتے ہیں طاقت حکمت،اللہ تعالیٰ جو چاہے جب چاہے صرف کن فیکون فرما دیتا ہے۔بچہ بڑا ہوتا گیا فرعون کے گھر میں جب تھوڑا بڑے ہوئے اور خود ان کو پتہ تھا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کہ میں اس کا بیٹا نہیں ہوں اور میرا تعلق بنی اسرائیل سے ہے تو اکثر ان کی بستیوں میں جایا کرتے تھے ان سے ملنے کے لیے ان کی مدد کرنے کے لیے۔لیکن کب جاتے تھے؟ظہر کے وقت جب لوگ سو رہے ہوتے تھے تاکہ فرعون کو پتہ نہ چلے۔ایک مرتبہ وہاں پر جا رہے تھے تو دیکھا کہ دو لوگ لڑ رہے ہیں آپس میں ایک بنی اسرائیل میں سے ہے اور ایک قبطی ہے۔قبطی کہتے ہیں جو مصری ہوتے ہیں ان کو قبطی کہا جاتا ہے۔تو آپس میں لڑ رہے ہیں اب ظاہر ہے کہ ایک بے چارا غلام ہے اور ایک اس ملک کا رہنے والا ہے ظالم ہے اور اسے مار رہا ہے تو اس نے مدد طلب کی کہ مجھے بچاؤ۔موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اس ظلم کو دیکھا تو برداشت نہ ہوا ہٹانے کی کوشش کی تو مصری نے نہیں چھوڑا وہ تو مار رہا تھا۔ایک کمزور ہے اور ایک قوی ہے جو قوی تھا طاقتور تھا اس نے تو اپنی طاقت دکھانی ہے غریبوں پر فقیروں پر مسکینوں پر۔تو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غصہ آیا اور ایک مکا مارا اس قبطی کو،ایک مکے سے وہ بندہ مر گیا،اتنی اس میں طاقت تھی کہ ایک مکے سے مر گیا۔بعض لوگوں کی طاقت صرف فقراء پر ہوتی ہے مسکینوں پر ہوتی ہے۔بہر حال وہ بندہ مر گیا۔موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی چلے گئے اور وہ شخص بھی چلا گیا۔یہ پتہ چلا ہے کہ ایک قبطی مرا ہے کس نے مارا ہے؟بڑا مسئلہ ہو گیا کھوج میں لگ گئے کہ کس نے مارا ہے؟ابھی وہ ڈھونڈ ہی رہے تھے قاتل کو،یعنی چند دنوں کے بعد پھر گزر ہوا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہاں سے پھر دیکھا وہی بندہ جو ہے بنی اسرائیل میں سے وہ پھر کسی مصری سے لڑ رہا ہے۔تو اس نے جب پھر مدد کے لیے پکارا تو یہاں پر سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غصہ آیا بھئی تمہیں اور کوئی کام نہیں ہے صرف لڑائی پسند کرتے ہو؟تمہاری وجہ سے ایک شخص کا قتل ہوا انجانے میں اب تم پھر کسی اور کے ساتھ لڑ رہے ہو یعنی کوئی اور تمہیں کام نہیں ہے؟جب آگے بڑھے تو اس نے سمجھا کہ مجھے مارنا چاہتا ہے تو اس وقت اس شخص نے کہا کہ فلاں شخص کو اس نے قتل کیا ہے۔وہ جو مصری تھا اسے پتہ چلا وہ بھاگ گیا اور اس نے جا کر فرعون کو خبر دی کہ اس شخص کا قاتل تو موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہے۔

فرعون تو پہلے سے ہی یہ چاہتا تھا کہ کسی ذریعے سے میں موسیٰ کو پکڑوں اسے سزا دوں لیکن کوئی ذریعہ نہیں مل رہا تھا کوئی بہانہ نہیں مل رہا تھا اب اسے ایک بہانہ مل گیا ہے تو اس نے اپنے بندے بھیجے کہ اسے گرفتار کر کے لاؤ۔ تو ایک شخص آیا اور اس نے کہا اے موسیٰ یہ جو فرعون ہے اسے پتہ چل گیا ہے اور اس نے تمہاری گرفتاری کے آرڈر جاری کر دیئے ہیں۔ یہاں پر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مصر کو چھوڑ دیا اور مدین کی طرف چلے گئے۔ مدین ایک جگہ ہے جو مصر اور فلسطین کے درمیان میں ہے تو وہاں پر چلے گئے۔ نہ کوئی سواری نہ کھانے پینے کی کوئی چیز، راستے میں یہ حال ہو گیا تھا اللہ تعالیٰ کے اس عظیم اور پیارے نبی کا علیہ الصلاۃ والسّلام کہ پاؤں میں چھالے پڑ گئے تھے اور راستے میں کھانے کو کوئی چیز نہیں ملتی تھی تو درختوں کے پتے کھاتے تھے اور ان کی جو زبان ہے وہ بالکل ہری ہو گئی تھی۔ جب مدین پہنچے تو عجیب سا ایک منظر دیکھا کہ ایک کنواں ہے بہت سارے لوگ کھڑے ہیں اس کنویں سے پانی لے رہے ہیں اور دو عورتیں ہیں وہ ایک سائیڈ پر کھڑی ہوئی ہیں وہ اس انتظار میں ہیں کہ یہ مرد ہٹ جائیں تاکہ ہم اس کنویں سے پانی لے سکیں۔ تو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام دیکھتے رہے پھر ان کے پاس گئے اور ان عورتوں کی مدد کی پانی ان کو دیا اور جب انہوں نے کچھ معاوضہ دینے کی کوشش کی تو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انکار کیا کچھ لیا نہیں ان سے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے لیے تمہاری مدد کی ہے۔ ان دو بہنوں کو تعجب ہوا کہ ایک تو یہاں کا نہیں لگتا یہ شخص مسافر ہے اور انتہائی تھکا ہوا انسان لگتا ہے یعنی ان کی شکل وصورت سے جیسے ایک مسافر کے چہرے سے جسم سے لگتا ہے کہ بہت ساری کمزوری ہے تھکان ہے سستی ہے لیکن اس کے باوجود بھی جو دس لوگ ڈول کو نکالتے تھے کنویں میں سے اس اکیلے شخص نے نکالا ہے، سبحان اللہ۔ دونوں بہنیں چلی گئیں اپنے والد صاحب کی طرف اپنے گھر میں اور موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک درخت ایک پیڑ سے ٹیک لگا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ تعالیٰ! جو خیر تو نے میرے لیے نازل فرمایا ہے اس میں میں فقیر ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ میری اس حالت کو بہتر فرما۔

اس طرف دو بہنیں گئیں جب اپنے والد صاحب کو یہ خبر سنائی اور ان کے والد تھے شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ لوگ جانتے ہیں کہ اس زمانے میں ایک یا دو یا دو سے زیادہ بھی انبیاء علیہم السلام بھیجے جاتے تھے اور ہر نبی اپنی قوم کے لیے ہوتا تھا۔ تو مدین کے لیے جو نبی بھیجے گئے تھے وہ شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں وہ کافی عمر رسیدہ ہو گئے تھے۔ تو جب یہ خبر سنی انہوں نے کہا کہ اس جوان کو بلا کر لاؤ۔ یعنی خود کمزور ہیں بوڑھے ہو چکے ہیں ان کو کسی کے سہارے کی ضرورت تھی بیٹا بھی کوئی نہیں تھا تو چلو مسافر ہے اس کو ضرورت بھی ہے ہماری خدمت کرے گا اور ہم اسے معاوضے میں کچھ دیں گے۔ جب امانت دار بھی ہے، خوددار بھی ہے کچھ لیتا بھی نہیں ہے۔ یہ جو اوصاف ہیں یہ اچھی صفات ہیں اور لوگ تمنا کرتے ہیں کہ ان میں اور ان کی اولاد میں ایسی صفات ہوں تو ان میں سے ایک لڑکی کو بھیجا وہ وہاں پر گئی اس نے کہا کہ میرا والد آپ کو بلا رہا ہے۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام گئے۔

اب دیکھیں کہ کس طریقے سے اس زمانے میں شرم وحیاء کوئی چیز تھی جو آج کے زمانے میں کم نظر آتی ہے۔ اب اس جوان لڑکی نے اس اجنبی شخص کو گھر میں لے کر جانا ہے کیسے لے کر جائے؟ آگے چلتی ہے تو اجنبی ہے اس کا جسم دیکھ سکتا ہے اور یاد رکھیں وہ برقعہ میں تھیں یعنی پردے میں تھیں لیکن ان کو یہ بھی گوارا نہیں تھا کہ کوئی اجنبی شخص میرے جسم کے کٹاؤ کو دیکھے اس پردے کے باوجود بھی۔ تو اس نے کیا کہا؟ آپ آگے چلیں میں پیچھے چلتی ہوں۔ تو پیچھے چلنے والا راستہ کیسے بتائے گا؟ انہوں نے ہاتھ میں کنکریاں اٹھا لیں جب دائیں جانب مڑنا ہوتا تھا تو کنکری

دائیں جانب پھینکتیں کہ اس طرف مڑنا ہے اور جب بائیں جانب مڑنا ہوتا تو کنکری بائیں جانب پھینک دیتیں۔ بات نہیں کر سکتیں تھیں؟ بات تو کر سکتی تھیں لیکن اجنبی شخص سے بات کرنا بھی گوارہ نہیں تھا۔ یہ تعلیم دیکھیں کہ ایک نبی اپنی بیٹی کو کیسے تعلیم دیتا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہماری اولاد کو بھی نیک اور صالح بنادے اور ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنی بچیوں کی اچھی تربیت کر سکیں، آمین۔

پہنچ جاتے ہیں وہاں پر اب دونوں نبی بیٹھے ہیں (موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی تک نبی نہیں ہیں نبوت نہیں ملی ابھی تک) جب قصہ سناتے ہیں تو شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس ظالم کی پکڑ سے تمہیں نجات دی تم میرے ساتھ رہ سکتے ہو میری خدمت کرتے رہو تو انہوں نے یہ سوچا اور کہا کہ اگر میری بیٹی سے شادی کر لو۔ انہوں نے کہا کہ میرے پاس مہر کے پیسے تو نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا اگر مہر کے پیسے نہیں ہیں تم شادی کر لو اور اس مہر کے عوض میں میری خدمت کر لو آٹھ سال سال یا دس سال تمہاری مرضی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے، گھر بھی مل گیا گھر والی بھی مل گئی اور ایک بزرگ والد جیسی شخصیت بھی مل گئی اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دس سال وہاں پر گزارے مدین میں اس کے بعد پھر چاہا کہ اپنی والدہ سے ملوں اپنے بھائی سے ملوں ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے گھر والوں سے جا کر ملوں۔ دس سال میں تو شکل بھی تبدیل ہو جاتی ہے اور لوگ بہت ساری چیزیں بھول جاتے ہیں۔ جب راستے میں جا رہے تھے واپس مصر کی طرف شدید طوفانی رات تھی سردیوں کا موسم تھا تو راستہ بھول گئے۔ دیکھا ایک پہاڑ پر روشنی ہے تو اپنی اہلیہ سے کہا کہ آپ یہاں پر انتظار کریں میں جا کر دیکھتا ہوں، ظاہر ہے اس پہاڑ کے اوپر روشنی ہے کوئی لوگ ہوں گے وہاں پر ان سے پوچھوں گا راستہ یا کم سے کم آگ تو لے کر آؤں گا سردی سے تھوڑا سا بچ جائیں گے۔ وہاں پر جاتے ہیں کوہ طور پر دیکھتے ہیں عجیب سا نظارہ ہے ایک درخت ہے اس میں سے روشنی نکل رہی ہے اور وہاں پر کوئی بھی نہیں ہے۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آگے بڑھتے ہیں آواز آتی ہے: ﴿فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ﴾ (طٰہٰ:12) (اپنے جوتے اتار دے)

﴿إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى﴾ (آپ اللہ تعالیٰ کی اس پاک وادی میں ہیں مقدس وادی میں جس کا نام طویٰ ہے)۔

طور پہاڑ کا نام ہے طویٰ وادی کا نام ہے، دو ملتے جلتے نام ہیں لیکن معنی مختلف ہے۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پہلے تو ڈر جاتے ہیں پھر آگے بڑھتے ہیں اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کلام فرماتے ہیں ﴿إِنَّنِي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي﴾ (طٰہٰ:14)۔ پہلا جملہ، تعارف ہوتا ہے کہ (میں اللہ ہوں) ﴿لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا﴾ (میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں) ﴿فَاعْبُدْنِي﴾ (پس میری ہی عبادت کرو اور میرے ذکر کے لیے نماز قائم کرو)۔ یہ توحید کا معنی ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے اس پیارے نبی موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سمجھا رہے تھے اپنا تعارف کرتے ہوئے اور یہی توحید کا معنی ہے اور یہی "لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللهُ" کلمہ طیبہ کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہارے ہاتھ میں کیا ہے موسیٰ؟ انہوں نے کہا لاٹھی ہے لکڑی کا ٹکڑا ہے۔ کیا کرتے ہو اس لکڑی کے ٹکڑے سے اس لاٹھی سے؟ بکریاں چرایا کرتا ہوں اور سہارا لے کر چلتا ہوں ﴿وَلِيَ فِيهَا مَآرِبُ أُخْرَىٰ﴾ (طٰہٰ:18) (اور دوسرے کام بھی میرے آتی ہیں)۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے موسیٰ! اسے پھینکو زمین پر)۔ زمین پر پھینک دیا لکڑی کو لکڑی سانپ بن گئی زندہ سانپ۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب یہ نظارا دیکھا تو ڈر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ ڈرو نہیں واپس آؤ اسے دوبارہ پکڑو یہ دوبارہ لکڑی بن جائے گی۔ جوں ہی اس سانپ کی دُم کو ہاتھ لگایا پھر سے وہی لکڑی بن گئی۔

اللہ تعالیٰ نے سوال جو کیا تھا کہ یہ لکڑی کس کام آتی ہے تو اللہ تعالیٰ کو کیا علم نہیں تھا کہ لکڑی کس کام آتی ہے؟ علم تھا لیکن موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک چیز کا علم نہیں تھا اس وقت کہ یہ لکڑی بکریاں چرانے کے لیے بھی استعمال ہوتی ہے، دفاع کے لیے بھی استعمال ہوتی ہے اور سہارے کے لیے بھی استعمال ہوتی ہے کبھی لکڑی سانپ بن سکتی ہے؟ ان کے خیال میں بھی نہ تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے تعارف کروایا کہ میں ربّ ہوں میں تمہارا مالک ہوں، میں ہی مشکل کشا حاجت روا ہوں عبادت صرف میری ہی کرنی ہے تو وہی ذات ہے اللہ تعالیٰ جو ایک لکڑی کو لکڑی کی شکل میں پیدا کر سکتا ہے اور لکڑی کو سانپ بھی بنا سکتا ہے۔ اور اپنا دایاں ہاتھ اپنی بغل میں رکھو، انہوں نے بغل میں رکھا نکالا ہاتھ چمک رہا تھا، یہ دوسری آیت ہے۔ اب یہ آیتیں ہیں معجزے ہیں اور معجزے وہ چیز ہوتی ہیں جو عقل کو عاجز کر دیتی ہیں حیران کر دیتی ہیں۔ لکڑی کا ٹکڑا جو مرا ہوا ہے وہ زندہ ہو کر ایک سانپ بن جاتا ہے۔ اور ہاتھ ہے اس ہاتھ سے روشنی نکلنا شروع ہو جائے سفید اس بلب کی طرح ہو جائے حیران کن بات ہے کہ نہیں؟ حیران کن بات ہے۔ اور یہ جو معجزے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء علیہم السلام کو اس لیے دیتے ہیں کہ جو مخالف ہیں وہ جان لیں کہ یہ شخص عام شخص نہ رہا۔ ہے تو بشر انسان ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی طاقت دی ہے جو عام لوگوں میں نہیں ہے جو عقل کو حیران کر دینے والی باتیں ہیں۔ یہ دو آیتیں ہیں جاؤ فرعون کی طرف۔ ابھی موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کیسے جا رہے تھے؟ جا تو ادھر ہی رہے تھے لیکن کیسے جا رہے تھے؟ چھپ کر جا رہے تھے یا سامنے جا رہے تھے؟ کیا فرعون کے محل میں جانا تھا یا اپنے گھر میں جانا تھا؟ اب نقشہ ہی تبدیل ہو گیا۔ یہ چیلنج ہے کہ جانا ہے فرعون کے محل میں اور اسے یہ پیغام دینا ہے۔ رسول کو پیغمبر کہا جاتا ہے اور پیغمبر پیغام لے کر جاتا ہے۔ پیغام کیا تھا اللہ تعالیٰ کی طرف سے؟ کہ فرعون کو یہ کہہ دو کہ بنی اسرائیل کو آزاد کر دو اور بنی اسرائیل کو لے کر واپس فلسطین کی طرف جاؤ۔

یہ پیغام تھا، موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل کی لیکن ایک عرض کی ہے اللہ تعالیٰ سے کہ اے اللہ تعالیٰ! میرا بھائی ہارون ہے ﴿أَفْصَحُ مِنِّي لِسَانًا﴾ (القصص:34)۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان میں تھوڑی سی گرہ تھی بات کرتے ہوئے تھوڑے سے اٹکتے تھے تو میرا بھائی ہارون ہے ان کی زبان بھی اچھی ہے فراوانی سے بات کرتے ہیں میرا ساتھ بھی دیں گے ہم دو ہو جائیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ سے عرض کی سفارش کی شفاعت کی اور یہ تاریخ کی سب سے بڑی شفاعت ہے کہ کسی نے اپنے بھائی کے لیے شفاعت کی کہ وہ نبی بن جائے اس سے بڑی شفاعت نہیں ہے، سبحان اللہ۔

تو اللہ تعالیٰ نے اجازت دے دی اور یہ حکم دیا کہ تم دونوں جاؤ فرعون کی طرف اور اسے میرا یہ پیغام دے دو۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جاتے ہیں اپنے گھر میں اپنے بھائی کو بلاتے ہیں والدہ سے ملتے ہیں اور فوراً فرعون کے محل میں جاتے ہیں۔ اب عام انسان کسی بادشاہ کے محل میں داخل ہو سکتا ہے اور وہ بھی اجنبی؟

مشکل ہے۔ تو داروغہ نے کہا یہ نہیں ہو سکتا آپ اندر نہیں جا سکتے۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں رسول ہوں۔ رسول کہتے ہیں پیغمبر کو جو پیغام لے کر آتا ہے تو اس داروغہ نے یہ سمجھا کہ کسی بادشاہ کا پیغام لے کر آیا۔ اور جو پیغام لے کر آتے ہیں ہر دور میں آج بھی دیکھیں آج کے دور میں سفیر بن گئے ہیں۔ جو سفیر ہیں ان کا وہی کام ہے جو پچھلے زمانے میں ایک پیغمبر کرتا تھا کہ ایک بادشاہ کا خط دوسرے بادشاہ کی طرف پہنچاتا تھا اور آج کل سفارت خانے بن گئے ہیں سفیر وہی کام کر رہے ہیں۔ بہر حال، اس داروغہ نے جا کر کہا فرعون کو کہ کوئی رسول آیا ہے یعنی کسی کا پیغام

لے کر آیا ہے کسی بادشاہ کا۔ اور اس وقت معیوب ہوتا تھا اس شخص کو یہ کہا جائے کہ اس وقت میرے پاس وقت نہیں ہے۔ اس نے کہا بلاؤ۔ بلایا تو فرعون بیٹھا ہے اس کے ساتھ پورا اعوان بیٹھا ہے اس کے ساتھی بیٹھے ہیں موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہچان لیا۔ فرعون کو شک گزرا ہے کہ یہ شخص کون ہے؟ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول ہوں اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام ہے کہ بنی اسرائیل کو آزاد کر دو اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔ فرعون نے کہا تم موسیٰ ہو؟ یہاں پر پہچان لیا۔ کیا تم بھول گئے کل تم نے ایک قتل کیا اتنا بڑا بُرا عمل کیا اور آج تم یہ کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بھیجا ہے رسول بنا کر اور یہ حکم دے کر بھیجا ہے کہ بنی اسرائیل کو آزاد کروں ورنہ میری خیر نہیں ہے؟! تم اپنی خیر کے بارے میں سوچو۔ سبحان اللہ، یہاں پر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگر میں تم کو ایسی چیز دکھاؤں جو تم نے کبھی نہیں دیکھی اور جو تمہیں عاجز کر دے پھر تم مانو گے؟ کہتا ہے کیا ہے تمہارے پاس؟ لاٹھی پھینکی جو ہاتھ میں تھی وہ سانپ بن گئی۔ اب جب لاٹھی سانپ بنی تو سب تھوڑا سا ڈر گئے جو فرعون کے ساتھ تھے۔ فرعون اس طرف تھوڑا شاطر تھا اس نے کہا کہ اگر میں بھی ڈر جاتا ہوں۔ اگرچہ وہ بھی ڈرا تھا کیوں کہ اس نے جادو دیکھے تھے لیکن یہ حقیقت کبھی نہیں دیکھی تھی اور جب ملک کی بات آتی ہے اور انا کا مسئلہ ہوتا ہے تب کوئی نہ کوئی راستہ ڈھونڈتے ہیں بہت سارے چور راستے ہوتے ہیں۔ تو جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اس سانپ کو پکڑا تو وہ دوبارہ لاٹھی بن گئی پھر اپنا دایاں ہاتھ بغل میں ڈال کر دکھایا تو وہ چمک رہا تھا۔

فرعون کا چور راستہ کیا تھا یہاں پر؟ یہ کون سی بڑی بات ہے یہ جادو ہے اور میرے پاس ایک نہیں چالیس جادوگر ہیں، یہ کون سی بات ہے یہ تو جادو ہے۔ اپنے جادو سے تم یہ ثابت کرنا چاہتے ہو کہ تم اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے نبی ہو تم یہ بتاؤ کہ تمہارا ربّ ہے کون؟ کون ہے جس کی طرف سے تم آئے ہو؟ پھر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کا چھوٹا سا مختصر تعارف کروایا کہ جس نے زمین اور آسمان کو پیدا کیا ہے، جس نے ہمیں پیدا کیا ہے، آخر تک۔ اس نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھ کر کہا کیا تم جانتے ہو کہ تمہارا میرے سوا کوئی ربّ ہے؟ سب سے بڑا ربّ تو میں ہوں۔ ﴿فَمَا بَالُ الْقُرُونِ الْأُولَىٰ﴾(طٰہٰ:51)(اے موسیٰ! جو پہلے لوگ گزر چکے ہیں ان کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟)۔ کیا ان کا ربّ بھی وہی تھا؟ انہوں نے کہا کہ ان کا ربّ بھی وہی تھا اور ان قوموں کو تباہ بھی اللہ تعالیٰ نے ہی کیا تھا۔

بہر حال، تو یہاں پر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرعون نے کہا اگر تم اپنے جادو سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہو کہ تم نبی ہو تو میرے پاس بھی جادوگر ہیں ہم مقابلہ کر لیتے ہیں پھر پتہ چلے گا کہ کون سچا ہے کون جھوٹا ہے۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ تجویز پیش کی، عید کا دن قریب تھا میلے کا دن تھا ان کا کہ اس میلے کے دن میں اس عید کے دن میں ضحیٰ کے وقت جس میں روشنی زیادہ ہوتی ہے اور ٹھنڈی روشنی ہوتی ہے یعنی دن کے نو بجے دس بجے ضحیٰ کا وقت ہوتا ہے اور اس میں گرمی بھی زیادہ نہیں ہوتی اور روشنی بھی اچھی ہوتی ہے آنکھوں میں چبھنے والی روشنی نہیں ہوتی تو اس وقت کو اختیار کیا اس دن کو اختیار کیا۔ اس نے کہا کہ ٹھیک ہے، وقت متعین ہو گیا اب اس میدان میں سب کھڑے ہیں۔ ایک طرف چالیس جادوگر اور ایک موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے بھائی ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام ۔ جادوگروں نے فرعون کو کہا کہ اگر ہم جیت جاتے ہیں تو ہمیں کیا ملے گا؟ وہ ہمیشہ دنیا کے پیچھے دوڑتے رہتے ہیں ان کی ہوس کبھی ختم نہیں ہونے والی تو فرعون نے کہا کہ تم میرے سب سے زیادہ مقرب ہو گے سب سے زیادہ قریب تم لوگ ہو گے میرے یعنی جو میرا اعوان ہے جہاں پر معزز لوگ میرے قریب ہوتے ہیں تم سب سے زیادہ میرے قریب ہو گے اور تمہیں کیا

چاہیے ؟انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے یہ سب سے بڑا انعام ہے ہمارے لیے۔ یہاں پر مقابلہ ہوتا ہے ،اے موسیٰ ! پھینکو جو تمہارے ہاتھ میں ہے۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا پہلے آپ لوگ جو کرنا چاہتے ہیں وہ دکھائیں آپ لوگوں نے چیلنج کیا ہے آپ دکھائیں۔ تو آپ ذرا تصور کریں کہ چالیس بندے ہیں ایک ہاتھ میں لاٹھی ہے ایک ہاتھ میں رسی ہے زمین پر پھینکتے ہیں وہ لاٹھیاں اور جو رسیاں ہیں وہ لوگوں کو یوں لگتا ہے جیسے کہ یہ سانپ ہیں چل رہی ہیں، یہ جادو تھا۔اب اسّی سانپ جمع ہو گئے وہ میدان بھر گیا سانپوں سے۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب یہ منظر دیکھا تو تھوڑا سا دل میں ڈر پیدا ہوا ﴿فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً﴾(طٰہٰ:67) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تھوڑا سا ڈر پیدا ہوا۔ ڈر کیا تھا؟ یہ نہیں تھا کہ میں ناکام ہوں گا نعوذ باللہ، ہر گز نہیں بلکہ کامیابی پر یقین تھا لیکن ڈر تھوڑا سا یہ تھا کہ میں بھی تو یہی کرنے والا ہوں میں بھی لاٹھی پھینکوں گا وہ بھی سانپ بن جائے گی تو عوام الناس پر کیا اثر ہو گا کہ دونوں ایک جیسے ہیں یہ بھی جادو ہے تو یہ بھی جادو ہے۔ تو لوگوں میں کیسے اثر ہو گا ؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿وَأَلْقِ مَا فِي يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا﴾ موسیٰ اسے پھینک دو زمین پر تو ڈالو دیکھو لاٹھی کرتی کیا ہے۔ فوراً اس لاٹھی کو پھینکا وہ لاٹھی سانپ بن گئی اژدھا بن گئی اور اس نے ان سانپوں کو کھانا شروع کر دیا، جھوٹے سانپ جو تھے ان سب کو کھانا شروع کر دیا ۔جادو گر دیکھ رہے ہیں اسّی میں سے ایک سانپ نہ بچا۔ جادو گروں نے کیا کیا؟

بے ساختہ سجدے میں گر پڑے ﴿آمَنَّا بِرَبِّ هَارُونَ وَمُوسَىٰ﴾(طٰہٰ:70) یہ حق ہے یہ جادو نہیں ہے۔

جادو گر ہی جانتے ہیں کہ جادو کیا ہوتا ہے ناں اب جادو گر اعتراف کر رہا ہے کہ یہ جادو ہو نہیں سکتا۔ ہم نے تو لوگوں کو دھوکا دیا کہ جو لکڑی ہے یہ ہل رہی ہے۔ حقیقت میں وہ ہل نہیں رہی تھی وہ لکڑی پڑی تھی لیکن ہلتی ہوئی نظر آ رہی تھی رسی بھی ہلتی ہوئی نظر آ رہی تھی لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ لکڑی لکڑی کو کھا جائے اور اس کا وجود ہی نہ رہے ! یہ جادو نہیں ہے تو سجدے میں گر پڑے۔ اب فرعون کے لیے پھر ایک راستہ بند ہو گیا اب پھر مصیبت آ گئی اس جھوٹے ربّ پر لیکن چور دروازے ہیں ناں پھر دوسرا چور دروازہ کھولا۔ فرعون نے کہا یہ میں پہلے سے جانتا تھا کہ تم سب ملے ہوئے ہو یہ ملی بھگت ہے، تم لوگوں نے پہلے ہی آپس میں مل کر یہ سازش کی ہے میرے خلاف کہ لوگوں کو یہ دکھائیں گے کہ مقابلہ ہے اور آخر میں تم لوگ ایسے کرو گے ۔ پہلے تو میں ان جادو گروں کو سزا دیتا ہوں کہ یہ غدار ہیں پھر میں سزا دیتا ہوں موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ۔جادو گروں سے کہا تم اس کا اقرار کرو کہ تم نے یہ جو کیا ہے یہ ملی بھگت ہے۔ انہوں نے کہا نہیں ہم مان ہو چکے ہیں کہ تم ربّ ہو نہیں سکتے ربّ وہ ہے جو تمہارا خالق ہے جو ہمارا خالق ہے، ربّ وہ ہے جو ایک لکڑی کو سانپ میں تبدیل کر سکتا ہے اور ہمارا جادو یہ نہیں کر سکتا۔ اور کوئی بھی مخلوق یاد رکھیں جتنے بھی دنیا میں جادو گر ہیں حقیقت کو تبدیل نہیں کر سکتے وہ اس حقیقت کو چھپا سکتے ہیں دھوکا دے سکتے ہیں لیکن حقیقت کو جس طرح اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اس کو تبدیل نہیں کر سکتے۔

تم جانتے ہو تمہاری سزا کیا ہے ؟انہوں نے کہا کہ سزا کوئی بھی ہو موت سے بڑھ کر کوئی سزا ہے ؟ ہم تیار ہیں۔ کہتا ہے کہ ماروں گا نہیں تمہیں میں بلکہ تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ماروں گا میں۔ انہوں نے کہا ہمیں یہ پرواہ بھی نہیں ہے۔ ان کے بازو جسم سے الگ کر دیئے گئے ٹانگیں جسم سے الگ کر دی گئیں سولی پر لٹکا دیا اور اس عذاب میں وہ مر گئے۔ علماء فرماتے ہیں کہ یہ وہ واحد لوگ ہیں تاریخ میں جو صبح کے وقت جہنمی

تھے اور شام کو جنت کی نہروں میں تیر رہے تھے، چالیس جادو گر۔ ایسی توبہ کی اللہ تعالیٰ سے کہ جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے لیکن ایسا دل میں یقین اور ایمان تھا دیکھتے رہے کہ جسم کے ٹکڑے ہو رہے ہیں لیکن ان کا ایمان ذرّہ برابر بھی نہ ہلا۔

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف آئے اب اعوان میں کھڑے ہیں عدالت لگی ہوئی ہے۔ جج کون ہے؟ دنیا کا سب بڑا ظالم فرعون۔ سزا کسے سنانا چاہتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو۔ تو یہاں پر سبحان اللہ، فرعون نے کہا کہ موسیٰ میں تمہیں قتل کرنا چاہتا ہوں۔ سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دعا مانگی یہاں پر۔ دیکھیں ناں بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے پاس کن فیکون ہے۔ جس کے پاس کن فیکون ہوتا ہے وہ کسی اور سے مدد نہیں مانگتا وہ خود مالک ہے۔ ایسے کہتا وہ کہ اے فرعون تم لکڑی بن جاؤ۔ بن جاتا کہ نہیں؟ بن جاتا بات ہی ختم تھی۔ جوں ہی فرعون نے کہا میں تمہیں قتل کرنا چاہتا ہوں تو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ کیا دعا کی؟ سورۃ غافر میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فوراً یہ دعا مانگی:

﴿إِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُم مِّن كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ﴾ (غافر:27)

(کہ اے اللہ تعالیٰ میں تیری پناہ چاہتا ہوں ہر اس متکبر سے جو حساب پر ایمان نہیں رکھتا (آخرت پر جس کو ایمان نہیں ہے))

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو کیسے بچایا جانتے ہیں؟ آسمان سے بجلی نہیں گرائی نہ فرشتوں کی کوئی فوج بھیجی بلکہ ایک شخص فرعون کے اعوان میں بیٹھا تھا فرعون کا رشتے دار جس نے اپنا ایمان چھپایا ہوا تھا وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا فوراً۔ اب فرعون کے لیے اس سے بھی بڑی مصیبت ہے کہ اس کے گھر والوں میں بھی کوئی ایسا شخص ہے جس نے ایمان قبول کیا ہے۔ پہلے تو چالیس جادو گر تھے ناں اب اس کے گھر سے ایک شخص اٹھ کر کھڑا ہو جاتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ شخص بات تو ٹھیک کر رہا ہے کون سی اس نے غلط بات کی ہے؟! اگر یہ سچا ہے تو ہماری بھی خیر ہے اگر یہ جھوٹا ہے تو جھوٹ کا وبال اس کے سر پر ہے ہمیں کیا فرق پڑتا ہے؟! اب گفتگو دوسری طرف پھر گئی۔ پہلے کون تھا؟ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور فرعون۔ اب فرعون اور یہ جو مومن ہے اب آپس میں گفتگو کر رہے ہیں، بڑی پیاری گفتگو ہے سورۃ غافر میں اور سورۃ المؤمن اس سورۃ کا دوسرا نام ہے آپ اس سورۃ کا تھوڑا ترجمہ پڑھ لیں اگر تفسیر کا وقت نہیں ہے تو ترجمہ پڑھ لینا بڑی پیاری گفتگو ہے میرے پاس وقت نہیں ہے کہ میں بیان کروں میں اس قصے کو جلدی ختم کرنا چاہتا ہوں۔ بڑی اچھی اور پیاری گفتگو ہے جس میں پتہ چلتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے میں ایمان ڈال دیتا ہے تو پھر اس ایمان کا نور کس طریقے سے اس کے جسم پر اثر کرتا ہے اور اس کی زبان سے کتنے پیارے الفاظ نکلتے ہیں جو فرعون جیسے ظالم کو بھی حیران کر دیتے ہیں اور وہ عاجز ہو جاتا ہے سزائے موت نہیں سنا سکتا۔ آپ دیکھیں ابھی اس نے وعدہ کیا ہے کہ میں قتل کروں گا تمہیں موسیٰ تمہیں کوئی بچا نہیں سکتا اب یہی جھوٹا رب جو ہے عاجز ہے اور سزائے موت نہیں سنا سکتا۔

جانتے ہیں کہ اس نے سزائے موت کیوں نہیں سنائی؟ اس نے کہا کہ ایک شخص کی گفتگو کو اب سارا اعوان سن رہا ہے اور سارے متاثر ہو گئے یاد رکھیں۔ دیکھیں ایمان قبول کرنا نہ کرنا الگ بات ہے لیکن اس شخص کی بات سے سارے متاثر ہو گئے فرعون تک بھی متاثر ہو گیا لیکن انا کی وجہ سے اس نے اس کی بات کو قبول نہیں کیا۔ تو فرعون نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا کہ ٹھیک ہے تم جاؤ۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جا نہیں سکتا جب تک کہ بنی اسرائیل کو نہیں بھیجتے ہو۔ بہر حال، موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام چلے جاتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوتا ہے ایسے نافرمانوں پر اور اس عذاب

میں سب شامل ہو جاتے ہیں اور ایسا عجیب و غریب عذاب تھا کہ نو مختلف آیتیں تھیں عذاب کی شکل میں اور اس عذاب میں بھی معجزہ تھا نبی کا، آیت تھی ﴿فَاَرۡسَلۡنَا عَلَیۡہِمُ الطُّوۡفَانَ وَ الۡجَرَادَ وَ الۡقُمَّلَ وَ الضَّفَادِعَ وَ الدَّمَ اٰیٰتٍ﴾(الاعراف :133)۔ بارش تو ہم دیکھتے ہیں بارش میں کیا برستا ہے؟ پانی برستا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے بارش برسائی پانی برسایا۔ طوفان آگیا سارے پریشان ہوئے سب کچھ غرق ہونے لگا۔ ایسا طوفان تھا کہ مصریوں کے گھر میں پانی داخل ہو جاتا تھا اور جو بنی اسرائیل کے گھر تھے ان میں پانی نہیں جاتا تھا۔ یہ دونوں گھر برابر ہیں یہ گھر پانی سے بھرا ہوا ہے اور جو دوسرا بازو والا گھر ہے اس میں پانی نہیں

ہے ایک بوند پانی نہیں ہے۔ سب دوڑتے ہوئے گئے فرعون کی طرف یہ دیکھیں یہ معاملہ کیا ہو گیا ہے کہ ہمارے گھر پانی سے ڈوب گئے ہیں اور جو ساتھ والے گھر ہیں جو ہمارے غلام ہیں ان کے گھروں میں پانی نہیں ہے! تو پتہ چلا کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کوئی معاملہ ہے۔ بلایا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کہ دیکھیں یہ طوفان آیا ہے یہ مصیبت ہے ٹھیک ہے اپنے ربّ سے دعا کرو کہ اس مصیبت کو ٹال دے میں بنی اسرائیل کو بھیجتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کی یہ مصیبت ٹل گئی پھر فرعون مکر گیا۔

اللہ تعالیٰ نے پھر دوسری آیت نازل فرمائی ٹڈیوں کی بارش۔ جانتے ہیں اتنی ٹڈیاں اتنی ٹڈیاں کہ ان کی کوئی فصل نہ رہی اور یہ جو ٹڈیاں ہیں بنی اسرائیل کے گھروں میں ایک بھی نہیں اور قبطیوں کا گھر بھرا ہوا اور جو فصلیں بنی اسرائیل کی تھیں وہ محفوظ ہیں ایک ٹڈی بھی نہیں اور جو فصلیں قبطیوں کی تھیں وہ ساری کی ساری فنا۔ پھر دوڑتے ہوئے گئے فرعون کی طرف پھر بلایا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پھر وہی گزارش کی۔ اب جو رب بنا ہوا ہے وہ گزارش کر رہا ہے گزارشات پر آگیا ہے اب۔ اس نے دیکھا کہ نہ میں قتل کر سکتا ہوں قتل کرتا ہوں تو میرا ملک رہتا نہیں ہے اب، میرا خاتمہ ویسے ہی قریب آگیا ہے تو تھوڑی سی عزت بچا لوں اپنی میں اب انا کا معاملہ عزت کا مسئلہ بن گیا ہے۔ تو اپنے ربّ سے دعا کیجیے کہ یہ ٹڈیاں ختم ہو جائیں میں بنی اسرائیل کو بھیجتا ہوں، پھر دعا کی ٹڈیاں ختم ہوئیں پھر نہیں بھیجا۔

پھر مینڈکوں کی بارش آئی ہر طرف مینڈک ہی مینڈک۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ اتنے مینڈک تھے قبطیوں کے گھر میں کہ جب کوئی کھانا کھانے کے لیے منہ کھولتا تو مینڈک منہ میں چھلانگ لگا دیتے تھے کھانا بھی نہیں کھا سکتے تھے ان کے گھر میں کوئی چیز نہ بچی۔ مکھیاں دیکھتے ہیں آج کل بارش میں کتنی زیادہ مکھیاں ہیں آپ تصور کریں کہ مینڈک ہیں سارے گھر کے اندر اتنے ہی تو جینا کیسے محال ہو جاتا ہے؟! بھئی مکھی تو ہم اڑا سکتے ہیں مینڈک کو کہاں کریں گے ہم! نہ فرش پر کوئی جگہ بچی ہے نہ ٹیبل پر کوئی جگہ بچی ہے نہ کوئی برتن بچا ہے سب مینڈکوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ پھر وہی گزارش کی پھر وہی اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔

بہر حال یہ گزارشات چلتی رہیں اور دھوکہ دہی چلتی رہی آخر میں ایک عجب و غریب سی آیت تھی مصیبت تھی ﴿الدَّمَ﴾ (خون)۔ جو بھی پانی تھا وہ سارا کا سارا خون بن گیا، دریا خون میں تبدیل ہو گیا۔ بنی اسرائیل پانی پیتے ہیں یہ پانی ہے دیکھیں، بنی اسرائیل کے پاس پانی ہے بس ان کے نلکوں میں پانی ہے، اچھا اسی نلکے سے اگر قبطی آجائے پانی پینے کے لیے تو وہ خون میں تبدیل ہو جائے اب پانی پینے کے لیے ترس رہے ہیں ایک ایک بوند کے لیے ترس رہے ہیں۔ اب فرعون کو بھی شرم آگئی۔ ظالم کو کبھی تو شرم آتی ہے ناں تو اب شرم آگئی۔ دس مرتبہ جھوٹ بول چکا ہے اب اس نے کہا کہ اب میں تمہارے حوالے کرتا ہوں بنی اسرائیل اس مصیبت سے نجات ملے کہ پانی پینے کو ترس گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا

ہوتی ہے یہ خون بھی ختم ہو جاتا ہے۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چھ لاکھ کا قافلہ ہے اور جا رہے ہیں مصر سے فلسطین کی طرف۔ جب صبح ہوئی رات کو سویا تو نہیں فرعون، سوچ رہا ہے کہ میں نے آرڈر تو دے دیا جانے کا اب میرا کیا ہوگا؟ تو صبح جن کو پتہ چلا یعنی دیکھا کہ چھ لاکھ کا قافلہ جا رہا ہے اب فرعون کی اجازت سے ہی جا رہا ہے تو جتنے بھی قبطی تھے وہ سارے آ گئے، فرعون کے رشتے دار اور اس کے مشیر، وزیر سب آ گئے۔ یہ تم نے کیا کیا؟ ہماری خدمت کون کرے گا؟ ہم تو پانی کا گلاس ہاتھ میں اٹھا کر پینا نہیں جانتے ہم زندگی کیسے گزاریں گے؟ نہیں یہ نہیں ہو سکتا اگر جائیں گے تو مر دہ جا سکتے ہیں یہاں سے یا ہماری غلامی کریں گے۔ اب فرعون نے کہا کہ اب پھنس گیا، اس نے کہا کہ ٹھیک ہے اب تمہیں تو راضی کرنا ہے ناں۔ اپنی فوج تیار کرتا ہے اور چلا جاتا ہے ان کے پیچھے۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ چھ لاکھ کا قافلہ ہے جس میں بچے بھی ہیں بوڑھے بھی ہیں، جوان بھی ہیں عورتیں بھی ہیں، جانور بھی ہیں، سب اپنے ساتھ لے کر گئے، سامنے آ گیا سمندر۔ آپ جانتے ہیں کہ مصر اور فلسطین کی طرف جاتے ہوئے اگر آپ برّی راستہ اختیار کریں تو بیچ میں یہ جو بحر احمر کے دو سینگ نکلے ہوئے ہیں ناں یہ جو پہلا سمندر ہے یہاں پر آ کر رک گئے جو مصر کی طرف سمندر ہے۔ آگے سمندر ہے اور پیچھے سے فرعون اپنا لشکر لے کر آ رہا ہے بنی اسرائیل نے کہا، اب مر گئے۔ اے موسیٰ! یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔ دیکھیں تعجب دیکھیں کہ چھ سو سال کی غلامی کے بعد ایک شخص آتا ہے اور طرح طرح کے ان کے اوپر عذاب تھے ان سے نجات دلانے کے لیے ان کو لے جاتا ہے اب مصیبت تھوڑی سی آ گئی تو کہتے ہیں تمہاری وجہ سے ہے۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جواب میں کیا فرماتے ہیں جانتے ہیں؟ نہیں میرے پاس لاٹھی ہے میں کر سکتا ہوں ایک اشارے سے سارے کے سارے پتھر بن جائیں گے؟ فرماتے ہیں:

﴿كَلَّا ۖ إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ﴾(الشعراء:62)

(ہر گز نہیں، میرے ساتھ میرا ربّ ہے کوئی نہ کوئی راستہ مجھے ضرور دکھائے گا)

میرے بھائی! جب ہم یہ سنتے ہیں ہمیں اللہ تعالیٰ کیا پیغام دینا چاہتے ہیں اس آیت میں؟ جب نبی کے پاس کن فیکون نہیں ہے لاٹھی ہاتھ میں موجود ہے یہ لاٹھی سانپ بھی بن گئی تھی یہ لاٹھی عام لاٹھی نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی جانتے ہیں کہ وہ خود اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی ان کا مددگار نہیں ہے۔ اس مصیبت میں بھی کہتے ہیں کہ نہیں پریشان نہ ہو میرے ساتھ میرا ربّ ہے میرا مشکل کشا میرا حاجت روا ہے میری تدبیر کرنے والا ہے، میرے نفع نقصان کا مالک وہی ربّ ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔ جو اس لکڑی کو سانپ میں اور سانپ کو اس لکڑی میں تبدیل کر سکتا ہے وہ مجھے ضرور کوئی نہ کوئی راستہ دکھائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فوراً فرمایا کہ اے موسیٰ! اس لکڑی کو سمندر پر پانی میں تھوڑا سا لگاؤ۔ اس لاٹھی کو لگانا تھا اور سمندر کھل گیا ﴿طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا﴾(طه:77) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ راستہ اتنا خشک تھا کہ اس میں پانی کی ایک بوند نہ تھی، ابھی سمندر تھا۔ کیچڑ نہیں تھا کیچڑ میں پاؤں پھسلتا ہے ناں تو کیچڑ نہیں ﴿طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا﴾ بالکل خشک راستہ۔ اور جب سمندر کھل جاتا ہے تو یوں لگتا ہے کہ جیسے دو پہاڑ ہوں۔ اب یہاں کا پانی واپس جا رہا ہے اس طرف اور یہاں کا پانی واپس جا رہا ہے رکا ہوا ہے۔ سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس قافلے کو حکم دیا کہ تم جاؤ۔ سب جا رہے ہیں اور پیچھے سے فرعون آ گیا۔ فرعون نے اپنی زندگی کا آخری نظارا اور عجیب ترین نظارا دیکھا ہے کہ سمندر ہے کھل گیا ہے اور راستہ اتنا خشک ہے کہ پانی کی ایک بوند نہیں ہے تو یہاں پر فرعون ڈر گیا۔ جب فرعون ڈر گیا اب آگے جاتا ہے تو اسے پتہ ہے کہ ہو سکتا ہے واپس نہ آ سکوں۔ اللہ تعالیٰ نے گھوڑے کو حکم دیا کہ تم اندر جاؤ، گھوڑا اندر جاتا

ہے جوں ہی فرعون اندر گیا لشکر پورا ساتھ اندر گیا۔اب فرعون واپس نہ جا سکتا تھا اب چور دروازے بند ہو گئے ہیں بہت دروازے استعمال ہو چکے ہیں،اب آگے بڑھتا گیا۔اس کی خواہش یہ نہیں تھی کہ میں ان کو پکڑوں بلکہ اس کی خواہش یہ تھی کہ میں نکل جاؤں کسی طریقے سے اور سمندر کے دوسرے کنارے تک پہنچ جاؤں بس یہ خواہش تھی لیکن فرعون کی آخری خواہش پوری نہ ہوئی۔جوں ہی بنی اسرائیل کا آخری کتا بھی نکلا (دیکھیں صرف انسان نہیں بلکہ آخری جانور بھی نکلا) اللہ تعالیٰ نے حکم دیا یہ پانی دوبارہ برابر ہو گیا۔سمندر جب بند ہونے لگا اور فرعون نے دیکھا تو فرعون نے کہا بنی اسرائیل کا ربّ سچا ہے اور میں ایمان لے کر آیا ہوں بنی اسرائیل کے رب پر۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اب وقت نہیں ہے۔یاد رکھیں توبہ کے دروازے بند ہوتے ہیں جب روح نکلنا شروع ہوتی ہے تب توبہ کا دروازہ بند ہے۔فرعون مر گیا اس کا لشکر بھی غرق ہو گیا اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو نجات دی۔کون سا دن تھا؟دس محرم کا دن تھا عاشوراء کا دن تھا اور اس دن کے لیے اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی موسیٰ علیہ السلام نے اس دن کا شکر ادا کرتے ہوئے اس دن کا روزہ رکھا۔عاشوراء کا روزہ مختصر قصہ تھا،دوسرا قصہ پھر بنی اسرائیل کیا کرتی ہے جا کر بعد میں کبھی ان شاءاللہ بیان کروں گا میں آج کی نشست میں اتنا کافی ہے۔یہ

نجات کا دن ہے عاشوراء کا دن نجات کا دن ہے عاشوراء کا دن نبی کریم ﷺ جب مدینہ میں پہنچے یہودی روزہ رکھتے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہم روزہ رکھیں گے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حکم دیا کہ روزہ رکھو۔یاد رکھیں کہ جو روزہ ہے یہ کیسے فرض ہے؟ترتیب سے،تدریج سے۔سب سے پہلے عاشوراء کا دن ایک دن کا روزہ تھا فرض بس پھر دوسرا حکم آیا کہ رمضان کا روزہ جو رکھنا چاہے وہ رکھے جو نہیں رکھنا چاہتا وہ ایک مسکین کو کھانا کھلائے پھر تیسری مرتبہ یہ حکم منسوخ ہوا اور رمضان کا روزہ ہر مستطیع پر قادر پر فرض ہو گیا۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جاہلیت میں عرب بھی یہ روزہ رکھتے تھے۔یہاں پر یاد رکھیں کہ جو عرب ہیں وہ مشرک ہیں بت پرستی کرتے ہیں لیکن روزہ بھی رکھتے ہیں۔اور روزہ کس کے لیے رکھتے تھے؟ہبل کے لیے نہیں رکھتے تھے لات کے لیے نہیں رکھتے بلکہ روزہ اللہ تعالیٰ کے لیے رکھتے تھے لیکن پھر بھی مشرک تھے کہ نہیں؟وجہ کیا ہے کہ ایک شخص روزہ بھی رکھ رہا ہے پھر بھی کافر ہے؟اس لیے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو واحد معبود نہیں سمجھا انہوں نے ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ'' زبان سے تو کہا ہے لیکن دل سے یقین نہیں تھا اور اللہ تعالیٰ کو واحد معبود نہ سمجھتے تھے،وہ عبادت اللہ تعالیٰ کی بھی کرتے تھے اور بتوں کی بھی کرتے تھے ﴿مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾ (الزمر:3)۔وہ عبادت کیوں کرتے تھے بتوں کی؟کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے بزرگ ہیں یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک کر دیں گے۔

ورنہ پتھر کہاں نزدیک کرتے ہیں؟ان کا یہ عقیدہ تھا کہ یہ جو پتھر ہیں یہ اصل میں بزرگ تھے نیک اور صالح لوگ تھے اب پتھروں کی شکل کر دی گئی ہے یاد دہانی کے لیے تاکہ ہم ان کی شکلیں نہ بھول جائیں ان کو نہ بھول جائیں لیکن یہ حقیقتاً اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں نیک اور صالح بزرگ ہیں یہی ایک ذریعہ ہیں جو ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب کرتے ہیں ہم ان کو پکارتے ہیں حقیقتاً ہم اللہ تعالیٰ کو پکار رہے ہوتے ہیں لیکن مطلب یہ ہوتا ہے ہمارا کہ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک کرتے ہیں یہ ہمارے لیے وسیلہ ہیں۔

عرب میں جاہلیت میں اسلام سے پہلے عرب حج بھی کرتے تھے کہ نہیں؟اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب طواف کرتے تھے تو تالیاں بجاتے تھے سیٹیاں بجاتے تھے کیوں کہ جب بتوں کے لیے تھا اور اللہ تعالیٰ کے لیے بھی تھا،جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور چیز کو شریک کر دیا جائے کعبے کے

ارد گرد تین سو ساٹھ (360) بت تھے وہ طواف اللہ تعالیٰ کے گھر کا کرنا چاہتے تھے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان بتوں کا بھی طواف ہوتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اچھی بات کی توفیق نہیں دی جب عمل بُرا تھا تو منہ سے بات بھی اچھی نہ نکلی، سیٹیاں تھیں اور تالیاں تھیں۔اور طواف کیسے کرتے تھے ؟ برہنہ بدن ننگے کرتے تھے سوائے اس کے کہ قریش جس کو چاہے کپڑا دے دے ورنہ وہ برہنہ طواف کرتے تھے عورتیں بھی برہنہ طواف کرتی تھیں۔یہ عذاب تھا اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔جب کلمہ توحید کا نور دل میں نہیں جگہ کر سکا تو ان کے لیے کوئی عبادت عبادت نہ رہی۔ نماز بھی پڑھتے تھے۔سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں صحیح مسلم کی روایت میں کہ اسلام سے تین سال پہلے میں نماز پڑھتا تھا۔ تعجب کی بات ہے ! صدقات و خیرات بھی کرتے تھے، زکوٰۃ بھی دیتے تھے، سبحان اللہ۔آخر وجہ کیا ہے کہ وہ نماز بھی پڑھتے تھے، وہ روزہ بھی رکھتے تھے، وہ صدقات و خیرات بھی دیتے تھے وہ حج بھی کرتے تھے لیکن پھر بھی مشرک تھے کافر تھے ؟ابو جہل طواف کرتا تھا حج کرتا تھا ابو جہل عاشوراء کا روزہ رکھتا تھا اللہ تعالیٰ کے لیے رکھتا تھا لیکن پھر مشرک کیوں تھا کافر کیوں تھا؟اس لیے کہ اس نے کلمہ توحید کی حقیقت کو نہیں سمجھا۔زبان سے کہتا تھا "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ" لیکن کس معنی میں ؟ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی خالق، رازق کوئی پیدا کرنے والا نہیں کوئی تدبیر کرنے والا نہیں، یہ مفہوم تھا کلمہ توحید کے معنی کا۔پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے reject کر دیا کہ یہ غلط ہے۔ صحیح مفہوم کیا ہے ؟جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جب پہلا کلام فرمایا ﴿إِنَّنِيٓ أَنَا ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنَا۠ فَٱعۡبُدۡنِي﴾ صرف میری ہی عبادت کرو۔یہ معنی ہے "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ" کا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے۔

آج آٹھ تاریخ ہے اور کل نو تاریخ ہے جیسا کہ آپ جانتے ہیں نو محرم ہے اور عاشوراء کا روزہ رکھنے کی جو فضیلت ہے وہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ پچھلے ایک سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں اگلے سال تک زندہ رہا تو میں نو تاریخ کا بھی روزہ رکھوں گا یہودیوں کی مخالفت کروں گا۔ کیوں کہ یہودی صرف ایک دن کا روزہ رکھتے تھے دس تاریخ کا، یہودی اور مشرکین بھی۔تو پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ اختلاف کرتے تھے یہودیوں سے اور یہی سبق دیتے تھے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو کہ ان کے ساتھ مشابہت نہ کرو، عبادات میں بھی اگر کوئی عبادت ایک جیسی ہوتی تھی تب اس میں کوئی نہ کوئی تبدیلی لے کر آؤ۔اس لیے جو داڑھی ہے یہودی بڑی رکھتے ہیں لیکن یہودی مونچھیں بھی بڑی کرتے ہیں تو پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ داڑھی لمبی کرو بڑی کرو اور مونچھوں کو چھوٹا کرو "خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ وَخَالِفُوا الْيَهُودَ" ان سے اختلاف کرتے ہوئے مخالفت کے لیے۔لیکن پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگلے سال تک زندہ نہ رہے پہلے وفات ہو گئی لیکن یہ پیغام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ملا اور دوسری روایت میں آیا ہے کہ عاشوراء سے ایک دن پہلے یا ایک دن کے بعد روزہ رکھو۔

تو مسنون طریقہ یہ ہے کہ کل نو تاریخ ہے میں بھائیوں سے گزارش کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے اور حاضرین و سامعین کو اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ ہم عاشوراء کا روزہ رکھیں۔روزہ آجکل آپ جانتے ہیں بہت آسان ہے چھوٹے دن ہیں لمبی راتیں ہیں اور موسم بھی ماشاءاللہ اچھا ہے سرد موسم ہے اور پتہ بھی نہیں چلے گا ان شاءاللہ اگر آپ جاب بھی کرتے ہیں تب بھی ان شاءاللہ مشکل نہیں ہے چند گھنٹوں کی بات ہے۔آپ جانتے ہیں کہ اس کا ثواب کیا ملے گا ایک دن کا روزہ رکھنے سے اللہ تعالیٰ کے راستے میں نفل روزے میں ؟پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں (کہ جس نے ایک روزہ رکھا اللہ تعالیٰ کے لیے یعنی نفل روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم کی آگ سے ستر سال دور فرماتے ہیں)۔تو جہنم سے

گردن آزاد کرنی ہے جہنم سے اگر دوری اختیار کرنی ہے تو چند گھنٹوں کا روزہ ہے اور مسنون طریقہ یہ ہے کہ نو اور دس تاریخ زیادہ بہتر ہے۔ کل روزہ رکھیں اور پرسوں بھی روزہ رکھیں۔

بدعات کے بارے میں میں بیان کر رہا تھا کہ محرم میں جو بدعات ہوتی ہیں جس میں ماتم کیا جاتا ہے جس میں کونڈے تقسیم کیے جاتے ہیں یا خاص شربت بنائے جاتے ہیں یہ سارے کے سارے جو طریقے ہیں یہ بدعات ہیں پیارے پیغمبر ﷺ سے ثابت نہیں ہیں۔ محرم میں بعض لوگ شادی نہیں کرتے کہتے ہیں کہ محرم میں شادی کرنا درست نہیں ہے یا یہ غم کا یا ماتم کا مہینہ ہے تو یہ درست نہیں ہے بالکل غلط ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے شادیاں کی ہیں محرم میں شادیاں کی ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خوشیاں مناتے تھے محرم کے مہینے میں۔ محرم کا مہینہ حرام مہینہ ضرور ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس میں من گھڑت چیزیں آپ اپنی مرضی سے ایجاد کریں اور اس مہینے کے ساتھ جوڑ دیں۔ یہ دین واضح ہے کامل ہے تام دین ہے اس میں زیادتی کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور نہ ہی کمی کی کوئی گنجائش ہے۔ اللہ تعالی کا دین واضح ہے، پیارے پیغمبر ﷺ فرماتے ہیں: "مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ "(جس نے ہمارے اس امر (یعنی دین کے معاملے میں) میں کوئی نئی بات ایجاد کی وہ شخص کی مردود اس کا وہ عمل بھی مردود ہے)۔

"سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ "

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس 047.عاشورہ کا دن سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio